عزم و ہمت کا روشن مینار۔

امجد پرویز صدیقی

وڈے پائیجان"۔"

امجد پرویز صدیقی سے پہلی ملاقات نے ہی چونکا دیا تھا، تب تک میں گمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی معذور شخص اتنا با ہمت اور کامیاب بھی ہو سکتا ہے۔ویل چیئر پر براجمان یہ شخص طلسماتی شخصیت کاحامل نہیں ہے لیکن خوبیوں کا متاثر کن مجموعہ ہے۔

زندگی میں ہمت و حوصلے کی بے شمار داستانیں سننے کو ملتی ہیں، زیادہ تر ایسے کردار افسانوی دنیا کے معلوم ہوتے ہیں یا قصے کہانیوں کے فرضی نام ہوتے ہیں جنہیں لکھاری اپنی تحریروں میں جان ڈالنے یا پھر قارئین کی دلچسپی بڑھانے کیلئے ان کو بطو،ر زیب داستان، پیش کرتے ہیں۔

یقینا جن لکھاریوں کی ، امجد پرویز صدیقی جیسی شخصیات تک رسائی نہیں ہوتی ۔۔ یا وہ معاشرے کے عملی کرداروں سے دلچسپی نہیں رکھتے انھیں ہی ہمت، حوصلہ بڑھانے کیلئے فرضی کرداروں کی ضرورت پڑتی ہے ۔۔۔ فرضی کرداروں میں مبالغہ آرائی کا عنصر نمایاں ہوتاہے حقیقی

زندگی میں ایسے لوگ کم ملتے ہیں۔ اس دنیا میں کئی باہمت بلند حوصلہ نگینے موجود ہیں جنہوں نے معذوری کو اپنی کمزوری سمجھنے کی بجائے کامیابی کی نئی رائیں تلاش کیں۔ اپنی معذوری یا بے بسی کا راگ نہیں الاپا بلکہ یہ ثابت کیا کہ کہ اگر انسان نیک نیتی سے کچھ کرنے کی ٹھان لے کہ اس نے اپنی مجبوری یا معذوری کو زندگی کی کمزوری نہیں بننے دینا اور نہ کسی سہارے کی تلاش کرنی ہے اور سہارا لینے کی بجائے سہارا بننا ہے تو پھر قدرت خدا وندی اس کی ہر طرح سے مدد کرتی ہے اس کی معذری اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی، وہ ترقی کی منازل چڑھتا جاتا ہے اور دوسروں کیلئے ایک مثال بن جاتا ہے۔ اور پھر لوگ اسے One in Million کے نام سے جانتے ہیں ۔

اس افسانوی موضوع کا حقیقی کردار امجد پرویز صدیقی صاحب ہیں جن کے جسم کا نچلا دھڑ مفلوج ہے وہ کئی دہائیوں سے اپنے پاوں پر کھڑے نہیں ہوئے ان کی ریڑھ کی ہڈی نے ایک المناک حادثے کے بعد جسم سے وفا چھوڑ دی تھی، اور پھرویل چیئر ان کا سہارا بن گئی۔

ایک ایسے معاشرے میں جہاں کسی کی انگلی کٹ جائے تو وہ معذور گردانا جاتا ہے، کام کرنے کی سکت رکھنے کے باوجود وہ معذوری کی چادر اوڑ لیتا ہے اور پھر ایک ایسا شخص جو چلنے پھرنے کی سکت نہیں رکھتا، جسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کیلئے بھی کسی کے سہارے کی ضرورت ہو۔۔ ایسے میں حلقہ احباب اور عزیز و اقارب تو کجا اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے، ایسے شخص کو معاشرہ بوجھ سمجھتا ہے انسان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں دنیا ایک ڈراونا خواب لگنے لگتی ہے، ایسے حالات میں "وڈے پائیجان" (امجد پرویز صدیقی کو میں پیار سے "بڈے پائیجان (بڑے بھائی)" کہہ کر پکارتا ہوں اور وہ بھی اسی نام سے مجھے مخاطب کرتے ہیں۔۔ پیار محبت کے تعلق میں کون کس کو کیا کہتا ہے اس کو پرکھنے کی بجائے دلی رغبت ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ ہر اعتبار سے "وڈے پائیجان" ہونا انہی کو سوٹ کرتا ہے)۔

جہاں امجد صدیقی صاحب کو دیکھ کر رشک آتا ہے وہیں یہ یقین بھی پختہ ہوجاتا ہے کہ اگر انسان ٹھان لے اور نیک نیتی کے ساتھ قدم بڑھائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل حال ہو جاتی ہے، ایک ایسا شخص جو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں وہ کسے اتنی بڑی کاروباری ا یمپائر کھڑی کر سکتا ہے، صدیقی صاحب کوئی خاندانی رئیس نہیں تھے، ایک لوئر مڈل کلاس سے تعلق تھا، 1979 میں روشن مستقبل کا خواب آنکھوں میں سجائے سعودی عرب آئے اور ایک مقامی بنک میں ملازمت اختیار کی، ابھی زندگی کسی ڈگر پر چلنے کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ 1980 میں ایک روڈ ایکسڈنٹ میں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ۔ ابھی یہ زخم مکمل بھرے نہیں تھے کہ زندگی کی آزمائشوں نے آ لیا اور اگلے ہی سال مدینہ منورہ سے واپسی پر ایک خوفناک حادثہ کا شکار ہوئے جس میں زندگی تو بچ گئی لیکن ہمیشہ کی معذوری نے آ لیا، سہانے خواب لئے پردیس آنے والے امجد صدیقی کے سارے خواب چکنا چور ہونے لگے، عرصے تک علاج کروانے کے باوجود جب معذوری نے دامن نہیں چھوڑا تو زندگی کی مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔

آفرین ہے اس شخص کے حوصلے، ہمت اور جواں مردی پہ! اپنی معذوری کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیا انگنت تکالیف اور مصائب کا سامنا کیا لیکن حوصلہ نہیں ہارا ۔ ۔گلی گلی، محلے محلے جا کر دکانوں پر کپڑا سپلائی کرنے والے امجد صدیقی صاحب نے زندگی میں بے شمار کامیابیاں سمیٹیں اور سعودی دارالحکومت الریاض کی نہ صرف ہردلعزیز شخصیت بن گئے بلکہ ان کا شمار پاکستان انویسٹر فورم کے بانی ممبران میں ہوتا ہے، امجد پرویز صدیقی نے کاروباری دنیا میں کامیابی کے کئی جھنڈے گاڑے، فیکٹری کارخانے سے لے کر ایمپورٹ ایکسپورٹ کے کاروبار میں نام کمایا اور ایک کامیاب بزنس مین کے طور پر خود کو متعارف کرایا ۔

وڈے پائیجان" کے زندگی کے کئی پہلو ہیں لیکن ایک ایسا پہلو بھی ہے جو کئی لوگوں سے پوشیدہ ہے، وہ درد دل" رکھنے والے انسان ہیں، دکھی انسانیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، دیار غیر میں پاکستانیوں کی داد رسی کا معاملہ ہو یا پاکستان میں بھوک افلاس کے ہاتھوں مجبور بے کس افراد کا معاملہ، غریب طالبعلموں کی تعلیمی اخراجات کی ادائیگی ہو ، تنگ دست علاج معالجے کی سہولیات سے کوسوں دور افراد، دیہی علاقوں میں پینے کے صاف پانی کا مسلہ ہو یا یتیم خانوں میں پلنے والے بچے وہ ہر جگہ ہر موقع پر پیش پیش ہوتے ہیں ۔

ابھی پچھلے سال، وڈے پائیجان، زندگی کا ایک طویل عرصہ سعودی عرب میں گزارنے کے بعد اپنے وطن پاکستان واپس چلے گئے ہیں اور لاہور کو اپنا نیا مسکن بنایا ہے جہاں وہ اپنی آئندہ کی زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ صدیقی صاحب نے سعودیہ میں اپنی بے شمار یادیں چھوڑی ہیں اور پاکستان کمیونٹی بالعموم اور ہم جیسے سوشل ورکر بالخصوص ان کی کمی محسوس کرتے رہیں گے ۔ دعا ہے کہ وہ ہمیشہ خوش رہیں اور اپنے حصے کی شمع جلائے رکھیں ۔ ۔روشنی کے اس مینار نے کالجز، یونیورسٹیز میں لیکچرز بھی دیئے ۔52ممالک کا سفر بھی کیا۔۔اب موٹی ویشنل سپیکر کے طور پر ایک نیا تعارف اجاگر ہو رہاہے۔۔ امجد پرویز صدیقی کا بطور موٹی ویشنل سپیکر کردا ر اس حوالے سے سب سے نمایاں ہو سکتا ہے کہ وہ خصوصی افراد کی زندہ مثال ہیں جس نے جسمانی معذوری کو کمزوری نہیں بننے دیا۔۔۔ خاص کر معذور افراد کیلئے تو امجد صدیقی مشعل راہ اور عزم و ہمت کی ایک روشن مثال ہیں۔

ابرار تنولی

سوشل ورکر، صحافی، چارٹرڈ اکاونٹنٹ

الریاض پاکستان